ملفوظات حضرت مولانا الشیخ عبدالغفور العباسی
مہاجر مدینہ قدس سرہ

مدنی شیخؒ کی مجلس میں

--- مرتب ---
سمیع الحق

★ فرمایا اللہ تعالیٰ کی شان ہے، جسطرح چاہیں مظاہرۂ قدرت فرماویں، فرمایا کہ یہ دنیا فانی ہے، حیات مستعار ہے۔ چند لمحات ہیں، کوئی بھروسہ نہیں، موت سر پر کھڑی ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے، وہ اپنے بندوں کی پاکی چاہتے ہیں کہ میرے بندے پاک ہو کر میرے پاس آئیں، جنت میں پاک لوگ جائیں گے۔ آپ لوگ حج و زیارت کرنے اس غرض سے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ معاف کر دے اور آئندہ پاک صاف رہیں، تو یہ باطن کا غسل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس سے کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا۔) جسطرح بدن سے میل کچیل کی صفائی صابن پانی سے ہوتی ہے، ایسے ہی دل کی صفائی توجہ (الی اللہ) سے ہوتی ہے، ان تمام طرق اور صحبت اہل اللہ اور ارشاد و تلقین کا مقصد یہی ہے کہ شریعت پر عمل اور اخلاص نصیب ہو، نہ اڑنا مقصد ہے، نہ اڑانا، نہ سمندروں کے اوپر تیرنا۔ یہ چیزیں تو مسمریزم بھی کراتا ہے، کوا بھی ہوا میں اڑتا ہے، اسے کوئی بھی ولی قطب یا غوث نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ نے قدرت سے ہوا کو ان کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ مچھلیاں بھی سمندر میں تیرتی ہیں، اگر آدمی بھی ایسا کرنے لگے تو کیا کمال؟ بھینس، مچھر بھی سمندر میں تیرتے ہیں، خدا نے ان کو تیرنا سکھا دیا ہے۔ "سمندر" نام کا ایک پرندہ ہے جو آگ کھاتا ہے۔ تفسیر جلالین کے حاشیہ جمل میں اس کا ذکر ہے۔

★ مقصدِ زندگی تین چیزیں ہیں۔ ۱۔ ذکرِ حق ۲۔ فکرِ حق ۳۔ رضائے حق۔ ذکرِ حق زبان سے فکرِ حق دل سے، اور ان دونوں کا مقصد بھی رضائے حق ہے، ذکر و فکر حق سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ عجیب نعمت ہے یہ صحبت اور سلوک، کوئی مانے نہ مانے کروڑوں لوگ اس راہ سے اپنے مقصد تک پہنچ گئے ہیں۔

★ مدینہ طیبہ کی مٹی بھی ایماندار ہے، اور مٹیوں کیطرح نہیں، کیوں نہ ہو کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نورِ مجسّم چودہ سو برس سے اس میں آرام فرما ہیں، تو ذاتِ شریف کی برکت اس زمین کے رگ و ریشہ میں جاری ساری ہے، اعتقاد اور ادب کی ضرورت ہے۔

★ فرمایا اگر توسل (کسی کو وسیلہ بنانا) شرک ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کیا۔ ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اولیاء و انبیاء سے ثابت ہے۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے : وکان رسول اللّٰہ یستفتح لصعالٰك المھاجرین۔ (ای بفقراء المھاجرین) — (حضورِ اقدس مسکین اور فقراء مہاجرین کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔) ایسے موقع پر حکم مبدأ اشتقاق کی وجہ سے لگتا ہے، تو صفتِ فقر و ہجرت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر توسل کیا جب اعلیٰ ذات نے ادنیٰ پر توسل کیا تو بطریق اولیٰ اعلیٰ پر توسل کر سکیں گے، اگر حیات میں اعمال صالحہ پر توسل ہو سکتا ہے تو کیا بعد از وفات اعمال صالحہ فنا ہو جاتے ہیں۔ اگر حیاتِ مبارک میں توسل توحید ہے تو بعد میں کس طرح وہ شرک بن جائے گا، دراصل یہ لوگ تصوف کے منکر ہیں۔ اگر تصوف کے جواز کے قائل ہوں تو توسل کا قائل ہونا پڑے گا۔ یہ شجرات صوفیہ بحرمۃ فلاں وغیرہ الفاظ اسی توسل پر مبنی ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر توسل کرتے تھے۔ اب ان کے چچا حضرت عباس پر توسل کرتے ہیں، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بعد از وفات بھی توسل کرنا شائع اور ذائع تھا، اور معلوم و معروف تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اس طرف توجہ دلائی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے ان کے عمِ محترم پر بھی توسل کر سکتے ہیں، نہ یہ کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قابلِ توسل نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ حضورؐ کی سنّت پر چلنے کی توفیق دے، اگر قول و فعل، عمل عبادات و معاملات سب سنت کے مطابق ہو جائیں تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ باقی سب جھگڑے افراط و تفریط کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

★ راقم کے ہاتھ میں حضرت تھانویؒ کی مناجات مقبول دیکھ کر فرمایا: حضرت تھانویؒ شیخ وقت تھے، غزالی وقت تھے، خدا نے علم بھی دیا، فہم دیا، دین کی خدمت کی تالیفاً وعظاً اور تقریراً۔ ہر حیثیت سے خدا نے انہیں بڑا موقعہ دیا، بڑے کامل شخص تھے —— میں نے تین وعظ حضرت کے سنے، شاہ گل والی مسجد (دہلی) میں یہ بات کہی کہ "جو کچھ سناتا ہوں، رنج نہ کرو، اوّل مخاطب میرا نفس ہوتا ہے، اور تم ثانیاً ہوتے ہو۔ اگر زبان پر سخت لفظ آجائے تو ناراض نہ ہوں۔ اس زمانہ میں جب تک انسان عند الناس زندیق نہیں بنتا ہے، عند اللہ صدیق نہیں بنتا —— یہ جملے مجھے ان کے یاد ہیں۔ مدرسہ عبدالرب والے دو وعظوں کے جملے یاد نہیں رہے۔ مولانا بندگوں میں سے تھے، اللہ والے

اور اپنے وقت کے امام تھے، علماء کے مشارب کے اختلاف میں ہمیں لب کشائی کا کوئی حق نہیں، صحابہؓ کا بھی سیاست میں اختلاف ہوا۔ مولانا تھانوی کے وقت مسئلہ خلافت بھی اجتہادی مسئلہ تھا، حضرت تھانویؒ اس کے حق میں نہ تھے، تو اور خدمت میں اسوقت مشغول تھے۔ ہمارا حسن ظن ہے سب کے بارہ میں تحریک شیخ الہندؒ کی تھی، ان کے اتباع بھی مجبور تھے اور اخلاص پر ان کے مساعی مبنی تھے۔

★ فرمایا: ہر زاہد اور فقیر کے لیے تین باتیں چاہئیں۔ ۱۔ سخاوت کالبحر (سمندر جیسی سخاوت) ۲۔ تواضع کالارض (زمین جیسی عاجزی) جو بھی پھینکو برداشت کرے گی۔ ۳۔ شفقت کالشمس، جو عام ہو آفتاب کی طرح ـــــ

★ حضرت گنگوہی مرحوم کا واقعہ ہے کہ کسی نے محبت کا تعویذ مانگا، انکار کیا مگر وہ نہ مانا۔ تو ایک پرزہ میں یہ تحریر فرما دیا کہ "یا اللہ میں جانتا نہیں یہ مانتا نہیں یہ تمہارا بندہ ہے، تم جانو اور یہ جانے" غرض تفویض الی اللہ (اللہ کو سپرد کرنا) سب سے بڑا تعویذ ہے، امام شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ میرا ایک لڑکا تھا، وہ پڑھتا نہ تھا، مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو تیرے سپرد کیا، تم جانو اور یہ جانے۔ تفویض کا نتیجہ نکلا کہ وہ پڑھنے لگا، اور تھوڑے دنوں میں علمی نکات اور معارف اس کی زبان پر جاری ہوئے، تو انہوں نے تجربہ لکھا ہے کہ جو کام کرنا ہو اسے خدا کے سپرد کر دیا کرو، تو میرا بھی طریقہ ہے کہ کچھ نہیں کر سکتا تو خدا کے سپرد کرنے لگتا ہوں۔

★ حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا کہ چند باتوں پر عمل ضروری ہے۔ ۱۔ ہر ایک کے ساتھ احسان کرو، اور احسان کی امید کسی سے نہ رکھو۔ ۲۔ کسی کو اذیت نہ پہنچاؤ، اور اگر تمہیں کوئی پہنچائے تو صبر سے کام لیتے رہو ـــــ

★ فرمایا: علم دین اساس اور بنیاد ہے صبغۃ اللہ (اللہ کی صفت) ہے۔ میراث انبیاء، مشعل راہ اور روح کی غذا ہے، حق و باطل کی تمیز اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ ورنہ غلط آدمی بسا اوقات غلط راستہ پر لگا دے گا صحیح طریقت اور سلوک وہ ہے جو کہ شریعت کے میزان پر پورا اترے، مثلاً اب اذان کے وقت کلمۂ رسالت سنکر جیسے لوگ انگوٹھا چومتے ہیں، نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا اور انگوٹھا اپنا چوما تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا احترام و تعظیم ہوا، خدا کے بندو! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھا تو نہیں، ایسی محبت غلط ہے۔ یہ ناک اور پیشانی بھی شیخ کے ہاتھ پر رگڑنا سخت غلط ہے ـــــ!

⁂ ⁂ ⁂

اگلے شمارہ میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب مدظلہ (دیوبند) کی ایک نایاب غیر مطبوعہ تقریر ملاحظہ فرمائیں۔